پندرہ روزہ
THE MESSENGER
پیغامبر
اسکاربرو کینیڈا
مدیر سہیل اختر
۲۱ اکتوبر ۹۴ء

قرآنِ حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

کیا ۱۸ کروڑ مسلمانوں کو بھارت سے نکالنے کی سازش کی جارہی ہے؟

آج بھارت کا ہر شہر فرقہ وارانہ منافرت کے آتش فشاں پر رکھا ہوا ہے

[illegible]

پاکستان اپنے ایٹمی پروگرام کے خلاف کوئی دباؤ قبول نہیں کریگا

بشیر صدیقی

[illegible]

(باقی صفحہ ۷ پر)

قومی حکومت کی تشکیل کا کوئی امکان نہیں!

ابو سجاد

[illegible]

کیا ایم آر ڈی عبوری انتخابات کے خلاف تحریک چلائے گی؟

[illegible]

(باقی صفحہ ۶ پر)



اردو اور دینیات کی کلاسیں

CEDAR BRAE کالجیٹ اسکاربرو میں بورڈ آف ایجوکیشن اسکاربرو کے تعاون سے بدھ اور جمعرات کو شام کے ۷ تا ۹ بجے تک اردو اور دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے

اپنے بچوں کو اپنے دین اور مادری زبان سے روشناس کرائیے۔

مزید معلومات کیلئے فون کیجئے

439-4874



ہوسکتا ہے دیکھنے میں وہ دونوں یکساں ہوں لیکن جب بات ہیٹنگ کے اخراجات کی آتی ہے تو ان دونوں کا مقابلہ نہیں۔

کیا آپ اس سال سردیوں میں بھی گھر کو گرم رکھنے کیلئے بہت زیادہ رقم خرچ کرینگے؟

ہوسکتا ہے آپ نے دوچھتی کو گرم رکھنے کا بندوبست کرلیا ہو لیکن ایسی مدت کچھ نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے گھر کے دروازے اور کھڑکیوں پر کاکنگ نہ کی گئی ہو اور اسے موسمی اسٹرپ سے محفوظ نہ کیا گیا ہو اور آپ کے ہیٹنگ سسٹم کے نظام کو جاری رکھنے کیلئے آپ کو بہت خرچ کرنا پڑرہا ہو۔ ابھی وہ وقت ہے کہ آپ اپنے ہیٹنگ اخراجات کو کم کرنے اور سردیوں سے محفوظ رہنے کیلئے کچھ کریں۔ انرجی مائنز اور ریسورسز کینیڈا اس بات کیلئے تیار ہے کہ آپ کے ذہن پر انرجی کے سلسلہ میں بڑھتے ہوئے بوجھ کو ہلکا کرے۔

انسولیشن کے سلسلہ میں ہم آپ کی مدد کرینگے۔

صحیح انسولیشن اور ڈرافٹ پروفنگ، آپ کیلئے بچت کا یقینی ذریعہ ہے۔ آپ کے ہیٹنگ اخراجات میں ۴۰ فیصد کمی ہوسکتی ہے۔ آپ ہیٹ لائن کو فون کرسکتے ہیں جو آپ کو طریقہ کار، سامان کے متعلق اور اس سلسلہ میں چند مشورہ دینگے کہ آپ کس طرح کینیڈین ہوم انسولیشن (CHIP) پروگرام کے تحت زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ ڈالر تک کا ٹیکس ایبل گرانٹ کیسے حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ پلان ان تمام گھروں پر لاگو ہوتا ہے جو یکم ستمبر ۱۹۷۷ء سے پہلے بنے ہوئے ہوں (نوواسکوشیا اور پرنس ایڈورڈ آئی لینڈ کیلئے یکم جنوری ۱۹۲۱ء سے پہلے کا مکان بنا ہونا چاہئے)

آپ خود کیجئے یا کسی کنٹریکٹر سے بنوائیے۔

پھر اگر آپ بطور مرمت خود کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر آپ ٹھیکہ پر کام کسی کنٹریکٹر سے کروانا چاہتے ہیں تو پہلے یقین کرلیں کہ کینیڈین جنرل اسٹینڈرڈ بورڈ کے تحت کمپنی کا نام درج ہو۔

Call toll free/Composez sans frais

HEATLINE/THERMOPHONE

1-800-267-9563

BRITISH COLUMBIA/COLOMBIE-BRITANNIQUE

112-800-267-9563



Canada

Energy, Mines and Resources Canada | Énergie, Mines et Ressources Canada

پیغامبر
The Messenger
FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن ۔ کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بھارت مثبت رویے کا ثبوت دے

بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے کہا ہے کہ بھارت اپنے ہمسایہ ملکوں پاکستان اور چین کے ساتھ دوستی، امن اور تعاون چاہتا ہے۔ تاکہ اس خطے میں کسی مخاصمت یا تصادم سے بچا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ اس مقصد کے لئے ان کی حکومت پاکستان اور چین دونوں کے ساتھ بات چیت کے ذریعے اختلافات دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تاہم پاکستان کی طرف سے عدم جارحیت کے معاہدے کی تجویز کا ذکر کرتے ہوئے مسز اندرا گاندھی نے کہا کہ پاکستان نے یہ تجویز جدید ترین اسلحہ حاصل کر لینے کے بعد پیش کی ہے اور یہ بات الجھن پیدا کر رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بھارت اور پاکستان کو چاہئے کہ وہ پہلے امن، دوستی اور تعاون کے معاہدے پر دستخط کریں۔ اس طرح جنگ کا امکان معدوم ہو جائے گا۔

بھارت نے جب سے عدم جارحیت اور امن و دوستی کے معاہدوں پر ہونے والے مذاکرات کو کوئی ٹھوس وجہ بتائے بغیر ملتوی کیا ہے یہ پہلا موقع ہے کہ مسز گاندھی نے دونوں ملکوں کے درمیان جنگ کے امکانات کو ختم کرنے اور دوستی، امن اور تعاون کے معاہدے پر دستخط کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ تاہم ان کے اس بیان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ عدم جارحیت کے معاہدے کے بارے میں ان کے ذہن میں ابھی تک الجھاؤ موجود ہے۔ ان کے نزدیک یہ بات محل نظر ہے کہ پاکستان نے اس معاہدے کی پیشکش جدید ترین ہتھیار حاصل کر لینے کے بعد کی ہے۔

ہمارے نزدیک اتنی سی بات سے کوئی الجھن پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ اپنی جائز دفاعی ضروریات کے لئے اسلحہ خریدنا ہر ملک کا حق ہے۔ مگر پاکستان کو عرصے سے محض گزرے زمانے کے متروک اسلحے پر انحصار کرنے پر مجبور کیا جا رہا تھا اور امریکہ نے اس کے لئے ناکہ بندی کی سیاسی روک لگا رکھی تھی۔ اسی دوران افغانستان میں روس کی فوج کشی کے نتیجے میں پاکستان کی شمال مغربی سرحدوں پر نئے خطرات پیدا ہو گئے تو امریکہ کو بھی پاکستان کی دفاعی ضروریات کا احساس ہوا۔ اس طرح دونوں ملکوں کے درمیان مذاکرات کے نتیجے میں پاکستان کو امریکی ہتھیاروں کی فروخت کا معاہدہ طے پا گیا۔ ظاہر ہے اس میں بھارت کے لئے تشویش یا الجھاؤ کی کوئی بات نہیں۔ بھارت کے لئے اس صورت میں تو پریشانی کے اظہار کا جواز تھا کہ جدید اسلحہ حاصل کر لینے کے بعد پاکستان بھارت کے ساتھ محاذ آرائی کا سا انداز اختیار کر لیتا مگر اس کی جانب سے عدم جارحیت کے معاہدے کی پیشکش بجائے خود اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ جدید اسلحہ حاصل کر لینے کے باوجود بھارت کے ساتھ ایسے پُر امن ماحول میں رہنے کا خواہاں ہے جس میں سرے سے جنگ کا امکان ہی ختم ہو جائے۔ پاکستان کا یہ طرز عمل اس کی نیک نیتی کا مظہر ہے۔ نہ کہ کسی الجھن کا باعث ہے۔

جہاں تک مسز اندرا گاندھی کی اس رائے کا تعلق ہے کہ بھارت اور پاکستان کو پہلے امن، دوستی اور تعاون کا معاہدہ کر لینا چاہئے تو پاکستان نے اس معاہدے سے بھی کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ اس ضمن میں دونوں ملکوں کے درمیان جو مذاکرات جاری تھے۔ ان میں پاکستان کی یہی کوشش تھی کہ دونوں ملکوں نے جنگ کے امکان کو ختم کرنے کے لئے اپنی اپنی جانب سے جن معاہدوں کی پیشکش کر رکھی ہے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ کر لیا جائے۔ مذاکرات کے پچھلے دور میں اس مقصد کی جانب اہم پیش رفت ہو چکی تھی اور اگر بات چیت کا سلسلہ بھارت کی جانب سے معطل نہ کیا جاتا تو اب تک کوئی نہ کوئی مفاہمت ہو چکی ہوتی۔

تاہم یہ امر غنیمت ہے کہ خود مسز اندرا گاندھی نے بات چیت کے ذریعے معاملات کو طے کرنے کی خواہش کا از سر نو اظہار کر دیا ہے۔ اور اگر وہ اپنے ذہن کو ہر قسم کے تعصبات اور الجھنوں سے آزاد کر کے مذاکرات کے اگلے دور کا اہتمام کرنے پر تیار ہو جائیں تو کشیدگی اور بد اعتمادی کی موجودہ فضا کو دور کر کے باہمی تعلقات کو معمول پر لانے میں نمایاں پیش رفت ہو سکتی ہے۔ اس وقت دونوں ملکوں کے تعلقات میں جو کشیدگی موجود ہے وہ خود بھارت کی پیدا کردہ ہے۔ یہ بھارت ہی ہے جو اپنے داخلی بحرانوں میں پاکستان کو بلا وجہ ملوث کر کے فضا کو خراب کر رہا ہے۔ اور اگر وہ بات چیت کے ذریعے پاکستان کے ساتھ پُرامن ہمسائیگی کا خلوص نیت سے خواہاں ہے تو پھر اسے سب سے پہلے اپنے داخلی معاملات کے سلسلے میں پاکستان کے خلاف بے جا الزام تراشی سے باز آنا چاہئے۔ تاکہ مذاکرات کے لئے نئے سرے سے فضا کو سازگار بنایا جا سکے۔

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

مریض کا کمرہ ہے، بستر پر نیم مرگ بیوی زندگی کی آخری سانسیں لے رہی ہے۔ ۴۵ سال کی رفاقت و ہمدردی کے بعد وفادار رفیق زندگی اللہ کے حکم سے ساتھ چھوڑ رہی ہے۔ جلنے والا شوہر غریب یاس و حزن کی تصویر بنا بیٹھا ہوا ہے اور ساری تدبیریں ختم کر چکنے کے بعد اب کوئی ضعیف سہارا بھی نہیں پاتا جس سے دل کو تسکین دے سکے۔ ڈاکٹر اس آخری لمحہ رخصت ہوتے ہیں اور اٹھتے اٹھتے بجائے کسی انجکشن وغیرہ کا جھوٹا سہارا دینے کے یہ کہتے ہیں تو صرف یہ کہ

آپ پھر بھی تو ملیں گے!

شوہر کا بیان ہے کہ اس نداے فقرہ نے جادو کا اثر دکھایا اور دل جو بالکل بے سہارا ہو رہا تھا اس کی ڈھارس بندھ گئی۔ جنت میں ملاقات دائمی غیر منقطع ملاقات کا استحضار ہو گیا اور مسلم عارضی بے ہوشی کے بعد اب پھر ہوش میں تھا ——— قصہ فرضی نہیں حال ہی میں ایک ہفتہ وار میں شوہر کے قلم سے یہ آپ بیتی نکلی ہے۔

بات کتنی کام کی اور چھوٹے بڑے بوڑھے جوان مرد و عورت ہر ایک کے یاد رکھنے کی ہے۔ عزیز قریب کی موت کا جو صدمہ اپنے خیال میں ناقابل برداشت ہوتا ہے آخر اس کی تہ میں ہے کیا چیز؟ بس یہی خیال کہ جدائی دائمی ہے اور اب کبھی صورت دیکھنا ممکن نہیں۔ لیکن اگر کسی پر ضرب لگ جائے یہی خیال باطل ثابت ہو جائے اور دل میں یہ اتر جائے کہ یہ جدائی بھی ویسی ہی عارضی اور وقتی ہے جیسی ہر دو آگے پیچھے سفر کرنے والوں کے درمیان ہوتی ہی ہے تو صدمہ کتنا گھٹ جائے رنج کس طرح ایک نارمل سطح پر آ جائے! آخرت کا عقیدہ بھی کتنا زبردست سہارا بے بس بیکس انسان کے لیے ہے اور جو اس سے محروم ہے وہ کتنی بڑی نعمت سے محروم ہے۔

قاموس علمی کا تازہ جہل

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا شمار مستند ترین علمی قاموسوں میں ہوتا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے جدید ایڈیشن میں مصری اخبار الاہرام کی روایت کے مطابق قرآن سے متعلق مقالہ میں گیارہ انتہائی فاش غلطیاں جو مضمون نگار کے علم کے بجائے اس کے جہل کی شہادت دیتی ہیں موجود ہیں۔ مصر کے ایک ماہر قرآنیات نے ان کی نشان دہی کی ہے اور اس سے متاثر ہو کر مصر کی امور اسلامیات کی سب سے اعلیٰ کونسل نے انسائیکلو پیڈیا مذکور کے پبلشر کو توجہ دلائی ہے کہ جلد از جلد ان اغلاط کی اصلاح و تصحیح کی جائے۔ ان غلطیوں یا کھلی ہوئی اور تعصب سے کھلی ہوئی جہالتوں کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں (۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے (مضمون نگار نے ہجرت کے مقدس لفظ کے بجائے بھاگنے کا عامیانہ لفظ استعمال کیا ہے) مکہ گئے تھے (۲) آپ نے کئی شادیاں اولاد کی تمنا میں کی تھیں (۳) آپ نے خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونے کا (غلط) دعویٰ کیا (۴) مسلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پرستش کرتے ہیں۔

دعوت رمضان

بچپن سے انجان کو گھر سے غائب رہنے کی عادت پڑ گئی اور اکثر رات گئے آتے بھی تو ہم دوستوں کے ساتھ ہی کھاتے تھے۔ [illegible]
ایک دن انھیں ڈاک سے ایک خط ملا۔ لکھا تھا: آج غریب خانے پر تشریف لا کر ماحضر تناول فرمائیے۔
آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے باعث فخر ہوگی۔
آپ کے بچوں کی والدہ کے دستخط تھے

کرنیں

گلزار حسین

- عقل مند کا سینہ اس کے رازوں کا صندوق ہوتا ہے اور چہرے کی شگفتگی محبت کا جال ہے۔ برداشت عیوب کی قبر ہے اور صلح جوئی عیبوں کو چھپاتی ہے۔
- جس نے اپنی پریشانیاں بیان کر دیں وہ ذلت پر راضی ہو گیا۔ اور جس کی زبان اس پر حاکم ہو گئی اس کا نفس خود کا بے وقار ہو گیا۔
- جس نے لالچ کو عادت بنایا اس نے اپنے آپ کو بے عیب بنا لیا۔
- سب سے ادنیٰ علم وہ ہے جو زبان پر ہو اور اعلیٰ ترین علم وہ ہے جو اعضاء و جوارح (عمل) سے ظاہر ہو۔
- جسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں وہ تباہ ہو گیا۔

رشید احمد

- انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوا ہے۔
- اپنے دوست سے ذرا سنبھل کر دوستی رکھو ممکن ہے کہ وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے۔ دشمن سے دشمنی بھی بے حد نہ بڑھاؤ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارا دوست ہو جائے۔
- بہادر کا ہاتھ کبھی کمزور پر نہیں اٹھتا۔
- بے کار ہے وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔

عبدالرحمٰن

- نیک کام کرتے وقت [illegible] کا خیال نہ کرو۔
- احسان کسی کو بتاؤ نہیں بلکہ [illegible] پوشیدہ رکھو۔
- نیکی کر دریا میں ڈال۔
- دولت سے ہم خوشامد خرید سکتے ہیں محبت نہیں۔
- اتنا میٹھا نہ ہو کہ کوئی کھا جائے اور اتنا کڑوا نہ ہو کہ کوئی تھوک دے۔
- حرام کھانے والے کے تمام اعمال گناہ میں بدل جاتے ہیں۔

ایم اشرف

- آنسو بہاؤ اور خوب بہاؤ مگر یہ سوچ کر نہیں کہ ہماری خواہشات پوری نہیں ہوتی بلکہ یہ سوچ کر کہ ہم اتنے گنہگار ہیں کہ خدا تک ہماری دعائیں نہیں پہنچ پاتیں۔

فرید احمد

- کسی دکھی انسان کا ٹھہرا ہوا آنسو پونچھ لینا ہزاروں خون کے آنسو بہانے سے بدرجہا بہتر ہے۔
- خون جگر سے سینچے ہوئے چمن کو بھی اپنی آنکھوں سے اجڑتا ہوا دیکھنے کے بعد تمہاری آنکھ سے آنسو اور لب سے آہ نہیں نکلنی چاہئے کیونکہ وہ جو کچھ بھی تھا فانی تھا۔

فرحت عالم

- چاند اپنی روشنی سارے آسمان پر پھیلاتا ہے مگر اپنے کلنک اپنے ہی پاس رکھتا ہے۔
- بڑے کام کرو بڑے وعدے نہ کرو۔
- تعلیم کا مقصد شان انسانیت کی تکمیل ہے۔
- سریلی زبانیں اور حسین چہرے عموماً برائی کی طرف مائل کرتے ہیں۔
- ہر دانا اور اچھا شخص مخلص ہوتا ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

تحریر : شہزاد احمد — قسط نمبر ۱

گاندھی جی کے نظریات



- ریل پر نہ بیٹھو
- ہسپتال نہ جاؤ
- تعلیم حاصل نہ کرو
- شادی نہ کرو
- بیویوں کو بہن بنالو!

گاندھی جی کی زندگی پر بننے والی فلم دُنیا بھر میں زیرِ بحث ہے اور عین انہی دنوں ان کی زندگی پر قلم اٹھانے والا ایک قلم کار — کوسلر — اس دُنیا سے رُخصت ہوا ہے۔ ممتاز دانشور اور شاعر جناب شہزاد احمد نے کوسلر پر، اور اس کے حوالے سے گاندھی جی کی شخصیت اور تعلیمات پر قلم اٹھایا ہے اور اہم، دلچسپ اور فکر انگیز نکات کُھل اُٹھے ہیں!

قومی اسمبلی کی ایک نشست کے دوران جب میاں افتخار الدین نے حکومت پر کڑی تنقید کی تو سر فیروز خان نون نے کہا: "میاں صاحب! اگر اس ملک میں آپ کی حکومت بھی آجائے، تو آپ حزبِ اختلاف ہی ادا کریں گے۔" میاں صاحب نے فوراً جواب دیا: "اور اس وقت بھی حکومت میں شامل ہوں گے۔"

ممکن ہے کہ بعض لوگ حزبِ اقتدار کی حمایت اور بعض مخالفت کے لیے پیدا ہوتے ہیں اور حالات بدل جانے سے ان کا ذاتی کردار تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اور رجحانات انفرادی انسانی مزاج ہیں جو حقیقی ...

کاسٹ نہ مشتہر تھا تو انہوں نے برس ہا برس تک برطانیہ سے لڑائی جس پر چرچل نے انہیں "وسطی مندر کا وکیل" کہا۔

اب ذرا ان کا طب یا ادویات پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ گاندھی جی کہتے ہیں:

"مرض کیسے پیدا ہوتا ہے؟ یقینی طور پر لاپروائی یا بے اعتدالی کے باعث۔ جب زیادہ کھا لیا جائے تو معدہ خراب ہو جاتا ہے، پھر میں ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں، وہ مجھے دوا دیتا ہے اور میں صحت یاب ہو جاتا ہوں۔ میں پھر بسیار خوری کرتا ہوں اور پھر ڈاکٹر کی دی ہوئی گولیاں کھا لیتا ہوں۔ اگر میں گولیاں نہ کھاتا تو دوبارہ بسیار خوری کی نوبت نہ آتی اور اگر مجھے اپنی غلطی کی سزا پہلی بار مل جاتی تو پھر یہ عمل بار بار دہرایا نہ جاتا۔ ... ہسپتال گناہ پھیلانے کے ادارے ہیں۔ انسان نے اپنے جسم کی پروا کرنی چھوڑ دی ہے اور اموات میں اضافہ ہو گیا ہے۔"

اپنے اس اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے گاندھی جی نے تمام عمر ...

(باقی اگلے شمارے میں)

اداکار

اداکاروں کا شمار لوگوں میں نہیں ہوتا مگر ایسے کئی لوگ ہیں، جو اداکار ہوتے ہیں!

مجھے جو خدا بھگوت گیتا میں نظر آتا ہے وہی انجیلِ مقدس اور قرآنِ مجید میں بھی نظر آتا ہے۔

(گاندھی جی)

اقتصادیات

کلیم احمد خان

۲۰۰۰ میں 1000000000 ملازمتوں کی ضرورت ہو گی!



بے روزگاری کے ہولناک عفریت نے جس طرح دنیا کو ۱۹۳۰ء کے عشرے کے بعد بڑے پیمانے پر ہراساں کرنا شروع کیا۔ اس سے نجات کی کوئی راہ مستقبل قریب میں نظر نہیں آتی کلکتہ سے ڈیٹرائٹ تک اور یونس آئرس سے شمالی سویڈن کی کانوں تک عالمی کساد بازاری اور صنعتوں کے بدلتے ہوئے حالات سے لاکھوں مزدور بے روزگاری کا شکار ہو چکے ہیں۔ جنیوا میں بین الاقوامی ادارۂ محنت کے ڈائریکٹر جناب فرانسس بلانکارڈ کا کہنا ہے کہ آئندہ بیس سالوں تک زبردست بے روزگاری دنیا کے لئے ایک سنگین مسئلہ بنی رہے گی۔ پیرس میں معاشی تعاون اور ترقی کی انجمن کا اندازہ ہے کہ تقریباً ساڑھے تین کروڑ مزدور یعنی اس انجمن کے چوبیس صنعتی ممالک کی تقریباً ۵۔۹ فیصد مزدور آبادی ۱۹۸۴ء کے بعد بے روزگاری کے شدائد سے دوچار ہو جائے گی۔ بین الاقوامی ادارہ محنت کا خیال ہے کہ تیسری دنیا میں تقریباً پچاس کروڑ افراد بے روزگاری یا نامناسب روزگار کی اذیت کا شکار ہیں۔ اس ادارے کا تخمینہ ہے کہ ۲۰۰۰ء تک بے روزگاری ختم کرنے کے لئے دس ارب روزگار فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

بڑے محتاط انداز سے اب ہر طرف معاشی بہتری کی پیشنگوئیاں کی جا رہی ہیں لیکن یہ بات ابھی بھی بحث طلب ہے کہ یہ حالت روزگار کے مسائل پر کس طرح اثر انداز ہو گی۔ لندن سکول آف اکنامکس اینڈ پولیٹیکل سائنس کے ڈائریکٹر معروف ماہر معاشیات جناب رالف ڈہارن ڈورف کو اس بات کا یقین ہے کہ چند ممالک مثلاً برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی معیشت اور سیلائی اگر بہتر بھی ہو جائے تو اس سے بہت زیادہ روزگار کے مواقع فراہم نہیں ہو سکیں گے۔ ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ "دس تا پندرہ فیصد تک بے روزگاری کی تخفیف کے بغیر ہم معاشی اعتبار سے بہت زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک بہت بڑے سرمایہ کے ساتھ افزائش روزگار کے پروگرام پر عمل کریں۔ تو بھی بے روزگاری میں دس یا پندرہ فیصد سے زیادہ کمی ممکن نہیں۔" بین الاقوامی ادارہ محنت کے سربراہ جناب بلانکارڈ کا کہنا ہے کہ صرف معاشی ترقی ہی بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ درحقیقت صنعتی دنیا میں روایتی طور پر مکمل روزگار کا جو ایک تصور رہا ہے یہ بھی ممکن نہیں چاہے ایک ملک معاشی اعتبار سے کتنی ہی ترقی اور بہتری کیوں نہ حاصل کرے۔ مشترکہ منڈی کے کمشنر جناب آئیور رچارڈ جو یورپی برادری ممالک کے شعبہ روزگار کی پالیسی کے سربراہ ہیں انہیں یہ خدشہ لاحق ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد زیادہ تر لوگوں کو شاید کام کرنے کے مواقع سرے سے نصیب ہی نہ ہوں۔ گویا اس طرح ایک دوسرے درجے کی قوم جنم لے رہی ہے۔ دس اقوام کے افسران بالا اپنے چار سالہ معاشی تجزیے میں کہتے ہیں کہ تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ افراد گذشتہ دسمبر میں بے روزگار تھے جو محنت کشوں کا ۱۰.۸ فیصد ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک سال قبل بے روزگار افراد کی تعداد ایک کروڑ ۳ لاکھ تھی۔ ۲۵ سال سے کم عمر لوگوں میں بے روزگاری کا تناسب کم و بیش ۲۰ فیصد ہے۔ حکام کا اندازہ ہے کہ روزگار کے مسئلہ پر اثر انداز ہونے کے لئے آئندہ کئی سالوں تک یورپی برادری کو ہر سال کم از کم دس لاکھ روزگار کے مواقع فراہم کرنے ہوں گے۔ لیکن اس ہدف کا حاصل کرنا آسان دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے کہ معاشی ترقی اس سال ایک فیصد سے کم رہی اور ۱۹۸۴ء اور آئندہ کے حالات بھی غیر یقینی ہیں۔ حکام کا کہنا ہے کہ ۱۹۷۰ء کے

عشرے میں بھی جب معاشی ترقی فروغ پر تھی یورپی برادری کی لیبر مارکیٹ میں کوئی وسعت نہیں ہوئی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی لیبر مارکیٹ کئی سالوں تک چالیس لاکھ مزید مردوں کو روزگار فراہم کرتی رہی اس کے برعکس افسران بالا کے مطابق یورپی برادری کے ممالک میں روزگار کی تعداد کئی سال تک بالکل ہی ساکت رہی۔

یورپی برادری کے ممالک نے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں وہ بھی صحیح تصویر پیش نہیں کرتے اس لئے کہ مختلف ممالک نے سیاسی فوائد کے لئے مختلف اعداد و شمار گھڑ لئے ہیں۔ برسلز میں حکام کا کہنا ہے کہ برسرِ دست بے روزگار افراد کی تعداد تیس لاکھ سے زیادہ ہے۔ ۱۹۸۱ء اور ۱۹۸۲ء کے درمیان اعداد و شمار کے لئے اپنائے جانے والے نئے طریقوں کی وجہ سے یہ تعداد کم ہے۔ یونان میں بے روزگاری کی شرح گذشتہ دسمبر میں سرکاری طور پر ۲۰ء۳ فیصد بتائی گئی اگرچہ حکام کا کہنا ہے کہ یہ شرح اصل کے مقابل بہت کم بتائی گئی ہے۔ مغربی جرمنی کے اعداد و شمار میں ان لوگوں کی خستہ حالی کو قابل اعتماد نہ سمجھا گیا جنہوں نے خود کو روزگار فراہم کیا ہوا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ جس کی معیشت سب سے زیادہ مستحکم ہے اور جس کی طرف دوسرے ممالک اپنے مسائل کے حل کے لئے آنکھیں لگائے ہوئے ہیں۔ وہاں بھی فی الحال تقریباً ۸ء۱ فیصد مزدور طبقہ یا ایک کروڑ بیس لاکھ سے زیادہ لوگ بے روزگاری کے شکار ہیں۔ غیر سرکاری ماہرین معاشیات کا اندازہ ہے کہ آئندہ سال تک یہاں بے روزگاری بڑھ کر ۱۰ یا ۱۵ فیصد ہو جائے گی ممکن ہے کہ اعداد و شمار کم ہو جائیں۔ بشرطیکہ معاشی بہتری ممکن ہو سکے جس کی امیدیں باندھی گئی ہیں۔

ماہر معاشیات کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ آئندہ سالوں میں دنیا میں سب سے زیادہ بے روزگار ہو گا۔ اس لئے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اپنی معیشت کی بنیادیں مینوفیکچرنگ اکانومی سے سروسز اکانومی کی طرف منتقل کر رہا ہے۔ دس سال قبل امریکی حکام کا خیال تھا کہ بے روزگاری کا خاتمہ کر کے اسے محض چار فیصد تک کر دیا جائے گا لیکن اب امریکی انتظامیہ کے حکام کہتے ہیں کہ ۶ یا ۷ فیصد کا ہدف حاصل کر لینا بہت بڑی بات ہو گی۔ صدر ریگن نے

بے روزگاروں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں ازمان کا ایک عمیق قرار دیا جسے استعمال ہی نہیں کیا گیا انہوں نے کہا کہ نئے اقدام کے تحت وہ اس جاری شدہ روزگار کے تربیتی پروگرام کو مزید وسعت دینا چاہتے ہیں۔ یورپی برادری کے حکام اپنے ممبر ملکوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ صنعتوں میں سرمایہ لگائیں۔ اہل حسن میں فی الحال اپنی قومی آمدنی کا ۲۰ فیصد استعمال کرتے ہیں۔ جاپان ۳۰ فیصد صنعتوں میں سرمایہ کاری کر رہا ہے اور بے روزگاری ۳ فیصد سے بھی کم ہے۔ جاپان اپنے نوجوان طبقے کے لئے تربیت اور افزائش روزگار کی اسکیمیں بھی مہیا کرتا ہے۔

ماہرین معاشیات عمرانیات کے اس مشورے پر کہ معاشرے میں مستقبل میں کام کرنے والے افراد کے متعلق نئی سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے اکنومیس ملعق دھیان نہیں دیتیں لندن سکول آف اکنامکس کے ڈائریکٹر دھارنڈورف کا کہنا ہے کہ "ہمیں روزگار اور بے روزگاری کے متعلق اپنے نقطۂ نگاہ کو یکسر تبدیل کرنے کی ضرورت ہے" ان کا کہنا ہے کہ چند موٹی موٹی تجویزیں جیسے مدت ملازمت میں لچک 'عملی زندگی کی مدت' ملازمت سے جلد سبکدوشی اور زندگی کے متبادل طریقے کا نام انہیں دیا جا سکتا ہے۔ غیر سرکاری ماہرین معاشیات بھی ابھی اس مسئلے کے حل کی طرف اشارے کرتے رہتے ہیں کہ اس سلسلے میں کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔

ادارہ محنت کے مطابق وقت آن پہنچا ہے کہ فرد اور کاروبار زندگی کے تعلقات کا پھر سے تعین کیا جائے ہمیں کاروبار زندگی کے معیاروں کو تبدیل کرنا ہو گا۔ بین الاقوامی ادارہ محنت کی تجاویز میں کام بہ مقصد جاری کام کے عوض دیے جانے والے اضافی ترقی کے منصوبے اور کام کے وقفوں میں ترقیاتی کام شامل ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک کی ایک بہت بڑی تعداد رسمی شہری صنعتی ترقی کو اس کا حل سمجھنے کے بجائے دیہی اور زرعی ترقی پر زور دیتی ہے۔

اس وقت سب سے زیادہ مشکل نوجوان محنت کشوں کے لئے ہے۔ جنرل موٹرز میں ۱۸ سال کی سروس والے ابھی تک گھر لیلہ کو چابی دیتے ہیں۔ ہر شخص جو ۱۹۶۵ء کے بعد بھرتی کیا گیا نکال دیا گیا ہے شیورلیٹ پلانٹ پر کوئی بھی چودہ سال کی سروس سے کم نہیں ہے۔ قوانین و ضوابط کچھ ایسے ہیں کہ ۲۵ سال یا کم عمر کے لوگ جن کا ۱۵ فیصد افرادی کا کنبہ

ہے ملازمت کے لئے ترجیحی سلوک کے مستحق ہیں جبکہ ۵۵ سالہ افراد جن کے بچے جوان ہو چکے ہیں قابل ترجیح ہیں۔ کرائی دقت تھا کہ فیکٹری میں ملازمت بھی موروثی خیال کی جاتی تھی۔ باپ کے بعد بیٹا اور سالن کے بعد بیٹی کے اصول پر میکڈونلڈ نے بتایا کہ اس کے باپ نے ۴۰ سال اسی فیکٹری میں کام کیا۔ جہاں سب سے زیادہ تحفظ کا احساس تھا۔ ۲۸ سالہ سٹیو میکارل جو یو ایس سٹیل مائن میں کام کرتا تھا بتاتا ہے کہ "اس سے اچھی ملازمت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا مجھے اس سے عشق تھا۔ میں ہمیشہ وقت سے پہلے پہنچتا تھا اور میرا خیال تھا کہ ۶۵ سال کی عمر تک مجھے کوئی فکر نہیں اور اگر زندہ رہا تو میں کسی جھیل کے کنارے باقی عمر گزار دوں گا۔ لیکن اچانک سارے خواب بکھر گئے۔

تارکین وطن اس سے بھی زیادہ دل گرفتہ ہیں جیسے ۵۰ سالہ جارج پالیس یونان سے امریکہ نئی زندگی کی خواہش میں اس وقت ہجرت کر کے آیا جب نازیوں نے اس کے باپ کو قتل کر دیا لیکن جنت کے خواب دیکھنے والا صرف ۱۸ ماہ کے بعد زندگی پر کڑے کڑے نکال دیا گیا۔ اس نے کہا میں نے ۳۰ سال نوکری میں وہ شخص تھا جو دھات کا ایک ٹکڑا ہاتھ سے چھو کر انچ کے ہزارویں حصے کی کمی بیشی بتا سکتا تھا۔ لیکن کیا فائدہ۔

"اب کیا ہو گا" ایسے الفاظ ہیں جو سب کے ذہنوں پر مسلط ہیں لیکن جوں جوں سوچتے ہیں مایوسی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ فریڈ کوز ایک ۴۰ سالہ خراد یہ کہلاتا ہے کہ "میں کبھی ۱۲ ڈالر فی گھنٹہ کماتا تھا اور اب جدھر جاؤں عدم ملازمت کے بورڈ لگے ہیں یا ناک چڑھا کر انکار کر دیا جاتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ملازمت دینا تو درکنار ہماری شکل دیکھنا بھی نہیں چاہتے۔" اب اس کا خیال ہے کہ شاید آئندہ چند سالوں میں چار پانچ ڈالر فی گھنٹہ پر کام کرنا پڑے وہ بھی اگر مل گیا تو وہ ممکن ہے کوئی اور کام ہی سیکھنا پڑے۔" ڈان بروکس نیشنل سٹیل پیلٹ کمپنی کا ملازم تھا وہ کہتا ہے۔ "کبھی میرے پاس روپیہ تھا لیکن وقت نہ تھا اور آج وقت ہی وقت ہے لیکن پیسہ نہیں۔" اس کے نو زائیدہ بچے کو پیدائشی طبی و جسمانی مسائل ہیں اس کی حرکت قلب رک گئی اور ہسپتال کا بل ۳۰ ہزار ڈالر ہے کبھی وہ وقت تھا جب وہ اپنے بچوں کے لئے کھلونے خرید کرتا تھا اور اب اس کی دوائی کے لئے پھوٹی کوڑی تک نہیں ایک وقت وہ ۱۲ ڈالر فی گھنٹہ کماتا تھا اور جب شہر جاتا تو خیال یہ ہوتا کہ میں کیا کیا کرنا چاہتا ہوں اور آج سوچتا ہے کہ میں کر ہی کیا سکتا ہوں" اب وہ دوسرے لوگوں کی طرح وقت گزاری کے لئے چرچ میں مختلف کاموں میں ہاتھ بٹاتا ہے۔

"بھوک ایک نیا اور اذیت ناک تجربہ ہے"

بے روزگاری ختم نہیں ہو سکتی

یہ الفاظ ڈیلو اینڈرسن کے ہیں جو شیورلیٹ کمپنی سے بے روزگار ہوا۔ ایک اور عورت نامی جس کی کمر اسے گئے بم کی گولیوں نے چھلنی کر دی تھی کہا "اگر یہی صورتحال رہی اور بھوک کا علاج نہ ہوا تو میں کسی کو قتل کر دوں گا۔" یہ کوئی قابل تعجب بات نہ ہو گی لیکن بچے روزگاری اور کساد بازاری کا مطلب نہیں سمجھتے بلکہ یہ بڑے بڑے الفاظ صرف بڑے بولتے ہیں۔ انہیں تو صرف اتنا پتہ ہے کہ معدہ خالی ہے اسے بھرنا ہے۔

اس کے زخم کبھی کبھی جسم تک بھی آ جاتے ہیں جیسے خاص جس کی عمر ۳ سال ہے صاف دکھائی دیتا ہے یا ان بچوں کو گھورتا ہے جو وہ دے نہیں سکتا اور بل لینے والے جب دروازے پر آتے ہیں تو وہ اپنی جوان بیوی کو اس سے نرمی سے بات کرنے کے لئے کہتا ہے کہ بتانا ابا ابھی گھر نہیں ہیں بہرحال پریشانی اور بے کاری نے اس کی بھوک بہت زیادہ بڑھا دی ہے جاپنچہ اس وقت اس کا وزن ۳۰۰ پونڈ ہو چکا ہے اور پچھلے سال دل کا دورہ بھی پڑا تھا۔

دن میں شراب نوشی اور خانہ جنگی جھگڑے عروج پر پہنچ رہے ہیں لمبے روزگاری ذہنی پریشانی اور دباؤ سے تنگ آ کر عام طور پر بیوی بچوں کی پٹائی عام سی بات ہو کر رہ گئی تھی۔ سینٹرل ایسی میڈیکل سنٹر کے نفسیات دان نے کہا ہے "مرد گھروں میں تو بچوں اور عورتوں میں وہ کیڑے بھی نکال لیتے ہیں جو پہلے اسے کبھی نظر بھی نہ آئے تھے یا ان میں سرے سے ہوتے ہی نہیں۔"

اسی بے روزگاری نے نوجوانوں میں بغاوت اور منفی خیالات پیدا کر دیے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بزرگوں نے اپنا وقت گنوا دیا ہے اور اب ان کی غلطیوں کی سزا انہیں مل رہی ہے۔ ان میں مایوسی گھر کرتی جا رہی ہے۔ اور ڈر یہ ہے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ زندگی ایک زنا ہے۔ اس لئے زندہ رہنا فضول ہے۔ خیرات یا وظیفے پر پلنا کسی بھی محنت کش کو کبھی گوارہ نہ تھا۔ ان دنوں میں بھی جب ایک دن میں دس ملازمتیں میسر تھیں آج بھی جب کئی سالوں سے اور کئی سالوں تک روزگار کا کوئی موقع ہی نہیں۔ خیرات یا حکومت کے الاؤنس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

غزل

انجم خیالی

ایک گل کا چمن کہیں بھی نہیں
تیرے جیسا بدن کہیں بھی نہیں

تیرے جیسے نہیں کسی کے لب
تجھ سا شیریں سخن کہیں بھی نہیں

جو سراپا ترا بیان کر دے
وہ ہنر ایسا فن کہیں بھی نہیں

چند دانشوروں میں ملتا ہے
ورنہ دیوانہ پن کہیں بھی نہیں

کیونکہ یزداں ہے ہر جگہ موجود
اس لئے اہرمن کہیں بھی نہیں

دشت جیسا نہیں کوئی بھی مزار
ریت جیسا کفن کہیں بھی نہیں

"اپنے وطن سے محبت نہ کرنے والا اس مردے کی مانند ہے جس کی لاش پر کوئی دو آنسو بھی نہیں بہاتا۔"
(ڈاکٹر اسکاٹ)

بقیہ: بائیکاٹ یا مزاحمت

رہنماؤں کی توثیق ابھی باقی ہے' جن پر پنجاب میں داخلہ کی ممانعت ہے یا جنہیں اپنے گھروں سے باہر قدم نکالنے کی اجازت نہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق دس رہنما تو اس فیصلہ کی حمایت کریں گے۔ جبکہ ائیر مارشل (ریٹائرڈ) اصغر خان اسوقت تک اپنے پروگرام کا اعلان نہیں کرنا چاہتے جب تک صدر ضیاء الحق انتخابات کی تفصیلات کا اعلان نہیں کر دیتے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ انتخابات میں شرکت یا ان کے بائیکاٹ کے بارے میں اپنی ورکنگ کمیٹی کے فیصلے کے پابند ہوں گے۔

ایم آر ڈی کی طرف سے انتخابی اتحاد کی تشکیل یا کامیابی کی صورت میں نئی حکومت کی تشکیل کی باتیں زیادہ تر نصابی حیثیت رکھتی ہیں' جس میں عمل کا نقصان نظر آتا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ کیا ایم آر ڈی واقعی غیر جماعتی انتخابات کا مکمل بائیکاٹ کرے گی یا اس میں شامل بعض بڑی جماعتیں چھپ چھپا کر ان میں اپنے امیدوار کھڑے کریں گی اور اگر ایم آر ڈی نے دوسری صورت اختیار کرے گی تو کیا حکومت یا الیکشن کمیشن انہیں ایسا کرنے کی اجازت دے گا۔ اور کیا وہ پہلے ہی سے وضع کردہ انتخابی قوانین کے مطابق ان کا راستہ روک نہیں دے گی؟ اگر ایم آر ڈی انتخابات کا بائیکاٹ کر بھی لیتی ہے تو بھارے سیاسی حلقوں سے کسی قابل ذکر فائدے کی توقع نہیں ہوگی۔ چنانچہ ان تمام باتوں کے پیش نظر ہی ایم آر ڈی نے انتخابات کی مزاحمت کا فیصلہ کیا ہے لیکن علامتی مزاحمت سے انتخابات کے پروگرام اور انعقاد میں ذرہ برابر فرق نہیں پڑے گا پھر حکومت کی توقع مزاحمت اور اس کے ردعمل سے نمٹنے کے لئے لازما ضروری اقدامات کرے گی۔ غالباً یہ انہی خطرات کی پیش بندی ہے کہ حکومت نے انتخابی مہم کے لئے انتہائی کم وقت دینے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ انتخابات پرامن ماحول میں منعقد کئے جاسکیں۔ چنانچہ عوامی جلسے اور جلوسوں کی اجازت نہیں دی جائے گی' امیدوار اپنے جلسے صرف محدود انداز ہی میں منعقد کر سکیں گے۔ زیادہ زور اس بات پر ہوگا کہ امیدوار اور اس کے حامی گھر گھر جاکر اپنی پبلسٹی کریں۔ سیاسی حلقے اور جماعتیں تو ظاہر ہے کہ کسی صورت میں بھی غیر جماعتی انتخابات کی حمایت نہیں کریں گی۔ کیونکہ ایسا کرنا خود اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے مترادف ہے۔ اس سلسلہ میں اگرچہ پیر پگارا کو ایک استثنائی حیثیت حاصل ہے لیکن وہ ایک باضابطہ اور باقاعدہ سیاسی رہنما نہیں ہیں ان کی قوت کا انحصار سیاست پر نہیں' پیری مریدی پر ہے' جماعت اسلامی نے بھی غیر جماعتی انتخابات کے بارے میں بھی ایک مبہم سی تدبیر اختیار کر رکھی ہے میاں طفیل محمد صاحب کو یقین ہے کہ حکومت کی حمایت اور دوسرے اہم رہنماؤں کو انتخابی معرکہ سے دور رکھنے کے نتیجہ میں وہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں چار سیٹوں کی بجائے زیادہ نشستیں حاصل کر سکیں گے۔

چنانچہ جماعت اسلامی غیر سرکاری طور پر انتخابات میں بھرپور حصہ لے گی۔ امکان یہ ہے کہ جماعت کے امیدوار انتخابات کے بعد اصل رہنماؤں کے لئے جگہ خالی کر دیں گے۔ اور یہ رہنما ضمنی انتخابات کے ذریعے مجلس شوریٰ میں داخل ہو جائیں گے۔

انتخابات کے نزدیک آنے کے ساتھ ساتھ ان کے بارے میں متضاد اطلاعات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق خود حکومت میں بھی ایک مؤثر لابی انتخابات کے انعقاد کے خلاف ہے ایک طرف مشرقی اور مغربی سرحدوں پر تناؤ اور کشیدہ صورتحال کے پیش نظر انتخابات کے التواء کا تذکرہ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف حکومت ان کے انعقاد پر اصرار کئے چلی جا رہی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ الیکشن شیڈول کا اعلان دسمبر میں کر دیا جائے گا اور انتخابی مہم کے لئے چند ہفتے دیئے جائیں گے۔ قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیاسی جماعتوں کے صف اول کے رہنماؤں کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یوں بھی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا اپنی جماعتوں سے ہٹ کر اور ذاتی حیثیت میں انتخابات میں حصہ لینا مضحکہ خیز لگے گا۔

موجودہ صورتحال ایم آر ڈی اور اس کے رہنماؤں کے تدبر اور فراست کے امتحان کی ہے اور جب تک انتخابی قواعد اور شیڈول کا اعلان نہیں کیا جاتا کوئی بھی بات یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔

بقیہ: پُرامن ایٹمی پروگرام

کے بعد مخصوص حلقوں کی یہ شر انگیز مہم ختم ہو جانا چاہیے تھی۔ لیکن معلوم یہی ہوتا ہے کہ معاندانہ اور پاکستان مخالف حلقوں کی یہ دیوانگی بڑی سوچی سمجھی ہے اور وہ اپنے مفادات کے لئے کوئی معقول بات سننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ان حلقوں کی خواہش یہ ہے کہ پاکستان یا تو بھارت کا تابع محل بن کر رہے یا پھر اپنے ایٹمی پروگرام کو ترک کر کے امریکہ کی امداد کا دست نگر رہنے پر رضامند ہو جائے۔

تاہم یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے اور خوشی آئند بھی کہ صدر ضیاء الحق نے ان پاکستان مخالف حلقوں کی ان مکروہ کوششوں کے جواب میں ایک دلیرانہ موقف اختیار کیا ہے' یہ وہی موقف ہے جس میں اس ملک کے ۸ کروڑ عوام ان کے ہمنوا ہیں۔ صدر ضیاء الحق نے اپنے ایٹمی پروگرام کے بارے میں کوئی معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہیں کیا اور واضح اور دوٹوک انداز میں اعلان کیا کہ اپنے پُرامن ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں پاکستان کسی کا دباؤ قبول نہیں کرے گا۔

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جو ممالک یا حلقے ہمارے پُرامن ایٹمی پروگرام کے خلاف دن رات زہر اگلتے اور گمراہ کن پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ وہ خود مہلک جوہری ہتھیار تیار کرنے میں پیش پیش ہیں۔ اگر پروپیگنڈے کی اس مہم کا رخ خود ان کے اپنے ممالک کی اسلحہ سازی کے خلاف ہوتا تو یہ واقعی عالم انسانیت پر ایک احسان کے مترادف ہوتا۔ لیکن ایک ترقی پذیر ملک کی توانائی کی کوششوں میں دیدہ دانستہ روڑے اٹکانا' دراصل اس ملک کے ۸ کروڑ عوام کے اجتماعی مفاد کے خلاف ایک دیدہ دانستہ اور سوچی سمجھی سازش ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ کوشش انشاء اللہ کامیاب نہیں ہوگی۔

دنیا اس بات کو نہیں بھولی کہ عالم انسانیت کے خلاف پہلے ایٹمی جرم کا مرتکب کون ہوا تھا۔ ناگاساکی اور ہیروشیما کے بے گناہ عوام پر بموں کی بارش برسانے والا آخر پاکستان تو نہیں تھا۔ ان شہروں کے عوام کی زندگیاں چھین لینے والا ملک یہی امریکہ تھا' جو ایک طرف برگزشتہ کے بعد ایک نیا خوفناک اور مہلک جوہری ہتھیار تیار کر رہا ہے اور اگر کوئی ملک اس قوت کو اپنے وسائل کی ترقی کے لئے پُرامن طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے تو اس کے خلاف فوراً ایک محاذ کھڑا کر دیا جاتا ہے۔

امریکہ کے بعد جوہری اسلحہ کی دوڑ میں روس بھی شامل ہو گیا۔ اس کے بعد برطانیہ بہادر کی باری آگئی' پھر فرانس اور چین۔ یہ وہ ممالک ہیں جنہوں نے جوہری ٹیکنالوجی کے میدان میں بے پناہ ترقی کی ہے۔ مناسب ہوگا اگر یہاں بھارت کی دوا اور حکمت عملی کے ادارے کے سربراہ مسٹر سبرامنیم کے اس بیان کا حوالہ بھی دیا جائے' جو انہوں نے ایٹمی جنگ کے مضر اثرات کے بارے میں دیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ کہنا یا سوچنا بالکل غلط ہے کہ اگر جوہری جنگ کا آغاز ہو گیا تو پھر وہ کسی ایک ملک یا خطے تک محدود رہے گی' بلکہ یہ بڑھ کر پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ گویا یہ جنگ بنی نوع انسان کی مکمل تباہی اور کرۂ ارض سے اس کے مکمل خاتمے پر منتج ہوگی۔ یعنی جوہری ٹیکنالوجی کا حصول ایک الگ بات ہے اور جنگی مقاصد کے لئے اس کا استعمال ایک بالکل دوسری بات۔ اگر پاکستان اور بھارت جوہری ٹیکنالوجی حاصل کر لیں تو یہ اس بات کی ضمانت ہوگی کہ وہ کبھی ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی جرأت نہیں کریں گے۔ اگر ہم نے ۱۹۷۱ء تک جوہری صلاحیت حاصل کر لی ہوتی تو بھارت کو برصغیر میں یوں کھل کھیلنے کی جرأت نہ ہوتی۔ اگر ہمیں اپنے قومی مفادات اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں تو ہمیں آج ہر قیمت پر جوہری ٹیکنالوجی کو حاصل کرنا ہوگا۔ ہماری بقا اور سلامتی کی سب سے بہتر ضمانت یہی ہے اور یہی وہ راستہ ہے جو برصغیر میں قیام امن کی طرف جاتا ہے۔

بھارت کے ایک ممتاز صحافی اندر ملہوترہ نے گزشتہ دنوں ٹائمز آف انڈیا میں اپنے دو مضامین میں بھارتی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ جوہری صلاحیت اور ٹیکنالوجی کے حصول کے سلسلے میں ہر ممکن کوشش کرے اور اس مسئلہ کو زندگی اور موت کا مسئلہ بنا لے۔ ان مضامین میں انہوں نے ایک جگہ پاکستان کے جوہری بم کے بارے میں بھی لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ بم اب ایک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔ پاکستان نے ایٹم بم بنالیا تو بھارت کے لئے یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہوگا۔

اندر ملہوترہ اگرچہ بھارت کے ایک ممتاز صحافی ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اپنے ملک کے لئے ایٹمی صلاحیت کی ضرورت کا ذکر کرتے ہوئے وہ اس دھماکے کو بالکل فراموش کر گئے ہیں جو بھارت نے ۱۹۷۴ء میں خفیہ طور پر کیا تھا۔ اندر ملہوترہ کی اس دیدہ دانستہ فراموشی کو آج دنیا میں کوئی قبول نہیں کرے گا۔ آج امریکہ اور روس بھی اس بات سے پوری طرح باخبر ہیں کہ بھارت اپنے آپ کو ایک جوہری قوت بننے کے لئے تیار کر رہا ہے۔

Publisher & Editor
SOHAIL AKHTAR
TEL. (416) 283-7255

پیغامبر

The Messenger

FORTNIGHTLY INDO-PAK NEWSPAPER

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH,
ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

You are the best community evolved for mankind.
You enjoin right, forbid wrongdoing, and believe in Allah.

(Al 'Imran: 3, 110)

October 21, 1984

U.S. to help Pakistan against aggression

Mr. D. Hinton, the United States Ambassador to Pakistan, said that USA was firmly committed to Pakistan's territorial integrity and would not remain neutral in case this country was made a victim of external aggression.

Mr. Hinto was speaking at a special meeting of the Council of National Security Studies in Lahore on Oct. 10.

Mr. Hinton discounted the chances of any attack on Pakistan from its western borders because all concerned knew that the United States would effectively intervene in favour of Pakistan to check such a situation. The United States would also come to Pakistan's help if India committed aggression, he added.

Mr. Hinto said that USA was ready to extend its full cooperation to Pakistan in matters relating to nuclear research programme provided Pakistan signed the nuclear non-proliferation treaty. He said that unless Pakistan did that, no country in the world would believe in Pakistan's contention that its nuclear programme was for peaceful purposes.

Mr. Hinto said there was no question of the United States seeking military bases in Pakistan. Both the governments also agreed that Pakistan's non-aligned status should be fully respected.

Referring to the 3.2 billion dollars economic and military assistance programme agreed to between the two governments late in 1981, Mr. Hinton said that Pakistan was firm in its resolve that the military elements of the programme should be on commercial and non-concessional terms. Both governments understood that one corollary of this decision would be a period of heavy demands upon Pakistan foreign exchange reserves during the payback period for the military equipment, and that a cornerstone of the economic programme should be fast-disbursing balance-of-payment support which would help to ensure that Pakistan's development priorities would not suffer during a period when substantial resources were needed to upgrade Pakistan's defences.

Mr. Dean Hinton reiterated that his country was strongly committed to safeguard the territorial integrity of Pakistan. He said that in case of aggression from east or west against Pakistan, the United States would not remain neutral.

The U.S. Ambassador reiterated his country's firm convinction that the long-term social and economic development of Pakistan depended upon Pakistan. He added: "We and your other friends can help, are helping, and intend to continue to help with resources and ideas that as an independent sovereign country you are free to use, modify, or reject. But the future of Pakistan is in your hands, not ours." He said that it was for individual Pakistani citizens to face many challenges of development.

He said that while looking back, it seemed to him that the lean years in our AID programme here were years in which the perceptions of national interest seemed to be diverging more than they were converging. However, the times changed and the changes had a powerful impact in restoring a real convergence of American and Pakistani perceptions of national interest. He said that among these changes, none had so great an impact as the imperialist invasion of Afghanistan and the forciable establishment of an illegitimate Marxist regime in Kabul. He added that this act, coupled with rising instability in the region of the Persian Gulf, gave both of our nations reason to reconsider our relations.

He said that the United States sought to ensure that their assistance projects benefited all the four Provinces of Pakistan. He said that in all 23 programmes and projects comprised 1,625 million dollar economic assistance package.

The Ambassador said that major areas of economic assistance were agriculture, irrigation and energy. Some 300 million dollars were programmed for agricultural commodities and equipment, 300 million dollars to finance the import of vegitable oil for the manufacture of ghee, and more than 60 million dollars would finance state-of-the-art heat recovery gas turbine generators in order to increase the electricity output at the Guddu power plant. He added that almost 100 million dollars had been allocated for village-level rural development programms in Baluchistan and the NWFP, 100 million dollars were programmed to improve the management, maintenance and operations of Pakistan's vast irrigation infrastructure and some 125 million dollars were programmed in population and health.

He said that his Government was enthusiastically supportive of Pakistan's efforts of the past year or two to examine ways in which financial markets could be in some measure deragulated and allowed to respond more freely to market forces. He said that much attention in Pakistan's financial circles was currently being directed to planning the Islamisation of the financial system. This, he said, was entirely appropriate, but he would urge that the importance of liberalising and deregulating the system so as to increase its allocative efficiency not be forgotton in the process of economic Islamisation.

THOUGHT FOR TODAY

Flattery is false coin that is only current thanks to our vanity.

—Duc de La Rochefoucauld.

THOUGHT FOR TODAY

Those who offend us are generally punished for the offence they give; but we so frequently miss the satisfaction of knowing that we are avenged!

— Anthony Trollope

India buying heavy French artillery

KARACHI: India will shortly sign an agreement with France for initial sale and subsequent manufacture under licence of the very latest 155 mm field artillery with a range of 35 km at an estimated cost of over Rs. 15,000 million to match the long range howitzer that the United States is supplying to Pakistan, according to a report published in the international edition of the Indian weekly The Hindu.

These heavy guns in both self-propelled and towed versions will be equipped with sophisticated computerised rapid fire mechanisms for blastering predetermined target areas with great precision, the report said.

The Hindu further said that the French who have designed and developed the gun, had to face stiff competition from Britain, Austria and Sweden to secure this big Indian contract which will make it the second largest supplier of defence equipment to India after the Soviet Union.

At one stage the choice seemed to narrow down to France and Sweden, but the French were able to clinch the deal with a better financial package backed by super technology that has greatly impressed the Indian army's artillery experts.

The Government of India had initially approached the U.S. as far back as 1980 for the purchase of heavy howitzers on cash payment.

Apart from refusing to enter into any collaboration agreement for what is called co-manufacture of this gun, the Americans sought to impose totally unacceptable conditions which would have entitled Washington to suspend the sale and even supply of ammunition at any time without assigning any reason in pursuit of its political policies or in compliance with domestic legislation.

Consequently, India gave up the idea of buying this heavy artillery from the U.S. which was partly intended to be a balancing deal to avoid the impression of total reliance on the Soviet Union.

It started negotiating with other Western countries like Britain, France and Sweden with Austria also entering the arena at a later stage.

If India was obliged to look around for Western sources, it was because the Soviet Union did not have a comparable high calibre gun to meet the Indian army's requirements in the wake of the promised U.S. supply of 155 mm howitzers to Pakistan.

The Soviet artillery strategy is based on blanket fire by a bigger concentration of guns with a relatively shorter range, while Western armies place higher emphasis on precision of fire power by comparatively smaller batteries with longer range, equipped with more sophisticated firing mechanisms.

The heavy French-built 155 mm gun could be fitted to the tracked chassis of Vijayanta tank built in Madras.



Royalty (a queen bee) succumbs to the fragrance of the rose.